بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً.

أَمَّا بَعْدُ:

11: محمد رسول اللہ کا معنی، رحمت للعالمین، کلمہ شہادت کا معنی، عبدہ ورسولہ کے الفاظ کی حکمت، منکرین حدیث، عبدہ ورسولہ کا غلط مفہوم، أشھد أن محمداً عبدہ ورسولہ کے تقاضے، دنیاوی اور برزخی زندگی

الأصول الثلاثۃ وأدلتھا کا درس جاری ہے (تین بنیادی اصول اور ان کے دلائل)۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ چھوٹا سا رسالہ ہے لیکن اس چھوٹے سے رسالے میں بہت ہی اہم باتیں اور بہت ہی اہم مواضیع پر شیخ صاحب نے بات کی ہے اور ہر ہر جملے میں شیخ صاحب نے قرآن مجید سے اور صحیح احادیث سے دلیل بیان کی ہے۔

پچھلے درس میں ہم نے دوسرا اصل شروع کیا تھا اور پہنچے تھے کلمہ شہادت پر اور کلمہ شہادت کے دوسرے حصے پر ہم پہنچے تھے، شیخ صاحب فرماتے ہیں" ودليل شَهَادَةِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ "(اور اس چیز کی دلیل کہ کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ "شھادۃ أن محمداً رسول اللہ" نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس کی کیا دلیل ہے)

"قوله تعالى "(ارشاد باری تعالیٰ ہے)﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا

عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ:128)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ﴾، ﴿لَقَدْ﴾ (بے شک، تحقیق) ﴿جَآءَكُمْ﴾ (تمہاری طرف آئے) ﴿رَسُولٌ﴾ (پیغمبر) ﴿مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ (تم ہی میں سے)۔ کوئی باہر سے نہیں ہے تمہارا اپنا ہی ہے جس کو تم پہچانتے ہو اچھی طرح جانتے ہو تمہاری اپنی قوم کا ہے تمہارا اپنا رشتے دار ہے، بچپن سے اِنہیں جانتے ہو، ان کا اخلاق کیسا ہے ان کا کردار کیسا ہے صادق اور امین کا لقب آپ لوگوں نے دیا ہوا ہے۔ ﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ (بہت ہی شاق گزرتا ہے اُن پر جو نقصان یا جو خسارہ آپ لوگوں کو ہوتا ہے (اللہ اکبر، کتنے پیارے جملے ہیں!) ﴿حَرِيصٌ عَلَيْكُم﴾ (خواہش مند ہیں کہ تمہیں فلاح کے راستے پر چلائیں، خواہش مند ہیں کہ تمہیں فلاح اور اچھائی کے راستے پر چلتا ہوا دیکھیں) ﴿بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (مومنوں سے شفقت بھی کرتے ہیں اور رحم بھی کرتے ہیں)۔

یہ پیاری صفات ہیں اس ایک آیت کریمہ میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کی ہیں، ''تم ہی میں سے ''میں بیان کر دیا ہے۔ ﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ﴾ ان کو شاق گزرتا ہے جس کٹھن راستے پر تم چلتے ہو، جو مصیبتیں تم پر آتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے، اُن کو مشکل ہوتی ہے کہ میری قوم ہے یہ کس راستے پر جا رہے ہیں، کیوں جہنم کے راستے کو ان لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ تو صبح سے لے کر شام تک توحید کی دعوت ان کی طرف لے جاتے، وہ طرح طرح کی باتیں کرتے وہی جو اُن کی اپنی قوم ہے اپنے رشتے دار ہیں خون کا رشتہ ہے۔ سب سے پہلے کہا کہ یہ پاگل ہے اسے کوئی جن کا آسیب ہو گیا ہے، بالکل ٹھیک تھا اسے کیا ہو گیا ہے! جب دعوت زیادہ ہوئی اور لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا آپس میں رشتے ٹوٹے تو کہا یہ جادوگر ہے، اس کی وجہ سے رشتے ٹوٹے ہیں یہ جادو کرتا ہے لوگ اس کی بات سن لیتے ہیں، جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو کہتے کہ یہ شاعر ہے کیونکہ اتنی فصیح اور بلیغ باتیں عام اُمی انسان تو کر ہی نہیں سکتا (یہ اُن کی طرف سے تھا)۔

اور نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کیا ہے؟ ﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ جو تمہیں تکلیفیں ہوتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برداشت نہیں ہوتیں۔ بھئی کافر ہیں! دیکھیں یہ اخلاق تھے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔اتنا ہی نہیں ﴿حَرِيصٌ عَلَيْكُم﴾۔

اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دوسری آیت میں ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ﴾(الکھف:6) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا تم اپنے آپ کو ہلاک کردوگے ان کے پیچھے (جو سننا نہیں چاہتا اس کو چھوڑدو)۔

﴿فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾﴾(الغاشیہ:21-22)، بھئی آپ کا کام ہے نصیحت کرنا زبردستی کرنا نہیں ہے، لیکن پھر بھی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین بناکر بھیجا(رحمت للمؤمنین نہیں یاد رکھیں "رحمت للعالمین") کافروں کے ساتھ بھی، جانوروں کے ساتھ بھی شفقت کرتے اور نرمی کرتے۔

﴿بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ اور مومنوں کے لیے (تاکہ مومن یہ نہ کہیں بھئی وہ تو کافر ہیں ان کے لیے اتنا کچھ کرتے ہیں ہمارے لیے کیا بچا ہے، نہیں! ﴿بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ تم بھی پریشان نہ ہو کلمہ پڑھنے والے پریشان نہ ہوں یہ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ رحمت ہے جو عالمین کے لیے اللہ تعالیٰ نے بناکر بھیجا تھا اس میں ان کے دل کی خواہش تھی کہ یہ بھی مسلمان ہو جائیں یہ بھی جہنم کے عذاب سے بچ جائیں۔ وہ نہیں چاہتے اللہ تعالیٰ نے آگاہ کردیا لیکن پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف طریقے سے مختلف انداز سے دعوت دیتے رہے۔

دیکھیں سیدنا نوح (علیہ الصلاۃ والسلام) کا قصہ دیکھیں سورۃ نوح میں ﴿رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا﴾ (نوح:5) (صبح و شام میں نے اُن کو (دن رات) بلایا توحید کی طرف)۔ نہیں سنتے! جب بھی بلایا اپنا کپڑا سرپر ایسے لے لیتے تھے، مذاق اڑاتے تھے کہ بھئی اس کو کوئی کام ہی نہیں ہے، اس سے ہمارے کان (جیسے کہتے ہیں ناکہ

کان پک گئے ہیں ہمارے سن سن کر اس کی بات) توحید کے سوا کوئی ذکر ہی نہیں ہے اس بندے کے منہ میں۔ کان بند کر کر کے تھک گئے تو کیا کرتے ؟ یہ کپڑا ہے ناا پنا ثوب یہ اٹھا کر اپنے منہ کے اوپر ایسے رکھ لیتے یعنی گستاخی کی انتہاء ! کیا چھوڑ دیا دعوت کو؟ نہیں (اللہ اکبر)۔

﴿ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا﴾ (نوح:8) جہراً بھی دعوت دی ہے اور سراً بھی (چھپ کر بھی) دعوت دی ہے نہ دن چھوڑا نہ رات چھوڑی، نہ جہر نہ سر، ہر طریقے سے دعوت دی کتنے، ایک مہینہ دو مہینے، ایک سال دو سال،؟ ساڑھے نو سو سال (سبحان اللہ) ! پھر بھی اپنے راستے سے نہ ہٹے۔

اور یہ دیکھیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے دل میں ایک تڑپ تھی، ایک مشن تھا انہوں نے کرنا تھا ایک پیغام تھا جو پہنچانا تھا لوگوں کے صرف دماغ تک نہیں لوگوں کے دلوں تک کیونکہ یہ ایمان کا نور جب دل کے اندر بس جاتا ہے تو پورے کا پورا جسم درست ہو جاتا ہے یہ عقل بھی درست ہو جاتی ہے۔ جو اُلٹا پہلے اپنی عقل کو درست کرنا چاہتا ہے پھر دل کو درست کرنا چاہتا ہے نا تو وہ کامیاب نہیں ہوتا یاد رکھیں۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دل کی طرف ہی اشارہ کیا بلکہ دل کا ہی نام لیا کہ ایک ایسا ٹکڑا ہے گوشت کا اگر وہ سدھر جائے تو پورا جسم سدھر جاتا ہے۔ وہ ٹکڑا کون سا ہے دماغ ہے وہ؟ نہیں ! وہ دل ہے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں (یہ تو پتہ چل گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس آیت کریمہ سے شیخ صاحب نے اس آیت کریمہ کو بیان کیا) آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں" ومعنى شَهَادَة أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ " (اب کلمہ شہادت کا معنی کیا ہے)۔

شیخ صاحب نے جو معنی بیان کیا ہے وہ بھی ہم بیان کرتے ہیں لیکن یہ جو معنی شیخ صاحب بیان کرتے ہیں ابھی یہ تقاضے ہیں، چار تقاضے شیخ صاحب نے بیان کیے ہیں یہ أشهد أن محمدا رسول الله کے تقاضے ہیں۔ معنی کیا ہے؟ شیخ صاحب نے ان ہی تقاضوں کو معنی میں بیان کیا تا کہ یہ اتنا اہم ہے کہ معنی آپ کو بھول بھی جائے تو تقاضے نہیں بھولنے چاہئیں تو شیخ صاحب نے ان تقاضوں کو معنی کی جگہ بیان کیا ہے۔ معنی کیا ہے أشهد أن محمدا رسول الله، یا أشهد أن محمدا عبده ورسوله ؟

"أَشْهَدُ"(میں گواہی دیتا ہوں)"أَنَّ"(بے شک)"مُحَمَّداً"(محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))"عَبْدُهُ"(اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں)"وَ رَسُولُهُ"(اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں)۔

"أَشْهَدُ"کا مطلب؟ میں گواہی دیتا ہوں۔ گواہی کس چیز پر مشتمل ہے؟ گواہی دو چیزوں پر مشتمل ہے اور ہر گواہ کے لیے ضروری ہے زبان کا اقرار اور دل کا یقین۔ کوئی بھی جج جب کسی گواہ کو بلاتا ہے تو سب سے پہلے کیا سوال کرتا ہے؟ کیا تم نے دیکھا ہے؟ سنی سنائی پر اگر کوئی گواہ آجائے تو قاضی اس کی سنے گا؟ کیونکہ سنی سنائی پر شک کی گنجائش ہے لیکن یقین سے جو دیکھتا ہے اسے یقین ہوتا ہے۔ تو کلمے کا مفہوم کیا ہوا؟ میں زبان سے اقرار کرتے ہوئے دل سے یقین کرتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور پیغمبر ہیں۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ہے چھوٹا سا ارکان الصلاۃ وہاں پر یہ ذکر کرتے ہیں "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰہِ"کا مطلب کیا ہے؟"هو عبد فلا يعبد ورسول فلا يكذب"۔ چار لفظ ہیں میں نے ایسا معنی کہیں کسی کتاب میں نہیں دیکھا واللہ! چار لفظوں میں یہ معنی بیان کیا ہے کہ (عبد ہیں (بندے ہیں) اللہ تعالیٰ کے اور بندے کی بندگی نہیں کی جاتی اور رسول ہیں پیغمبر ہیں اور پیغمبر کو جھٹلایا نہیں جاتا)۔ آپ جانتے ہیں یہ قاعدہ ہے، لغت میں بھی قاعدہ ہے شریعت میں بھی یہ قاعدہ ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ جو بادشاہ تھے پچھلے زمانے میں آج بھی دیکھیں آپ کبھی بادشاہ کے سفیر کو یا بادشاہ کے پیغمبر کو جھٹلاتے نہیں ہیں (جانتے ہیں آپ پتہ ہے؟)، نہ اسے دھتکارتے ہیں نہ اسے جھٹلاتے ہیں۔ تو رسول ہمیشہ اس کا ایک وقار ہوتا ہے ایک عزت ہوتی ہے اور بادشاہ ہمیشہ سچوں کو بھیجتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ اس پوری انسانیت میں سے ایسے لوگ چنے جو سچے ہوتے اپنی رسالت دینے کے لیے۔ اور جو بندگی کرتا ہے خود مملوک ہے، مغلوب ہے، ضعیف ہے، کمزور ہے، محتاج ہے، اس کا نام عبد ہے وہ کبھی معبود ہو سکتا ہے؟ اس لیے ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ ہم زبان سے اقرار کرتے ہیں اور دل سے ہمارا یقین ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ہمیشہ ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے رہے ہیں اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف بلاتے رہے ہیں اپنی بندگی کبھی نہیں کروائی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور جس نے عبد کو معبود بنایا یا رسول

کو جھٹلا یا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قاعدہ سمجھ لیا یہ بنیادی بات ہے، تو یہ تھا أشہد أن محمداً عبدہ ورسولہ کا صحیح مفہوم (غلط مفہوم میں آگے بیان کرتا ہوں) یہ سمجھ لیا آپ لوگوں نے کہ صحیح مفہوم کیا ہے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ"۔اب ان الفاظ کی طرف آتے ہیں حکمت اللہ تعالیٰ کی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بہترین صفات اور الفاظ استعمال کیے کلمہ شہادت میں عبدہ ورسولہ کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے؟ رؤوف رحیم ہیں جیسے اس آیت میں جو ابھی اوپر گزری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤوف رحیم ہیں، رحمت للعالمین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بڑے اچھے القاب اور الفاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیان کیا ہے لیکن جب کلمہ شہادت کی باری آئی یہاں پر عبد ورسول، یہاں پر رؤوف رحیم نہیں سراج منیر نہیں وجہ کیا ہے؟ تاکہ کلمہ پڑھنے والا جو گواہی دے رہا ہے دل سے اسے یقین ہے اور زبان سے اقرار کر رہا ہے یہ اچھی طرح جان لے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ کا بندہ ہونا سب سے بڑی بلندی ہے اور سب سے عظیم صفت ہے اُن کے لیے۔

اس لیے قرآن مجید پر تھوڑا غور کریں جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑائی بیان کرنا چاہی تو لفظ عبد کا استعمال کیا﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ﴾ (الاسراء: 1)۔اسراء معراج پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اللہ تعالیٰ کے قریب گئے بلندی ہے کہ نہیں؟ کوئی نہیں گیا پوری کائنات میں سے کوئی نہیں گیا، جس مقام تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے وہاں پر سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی نہیں پہنچ سکے۔ تو لفظ کون سا استعمال کیا ہے؟ عبد۔

اللہ تعالیٰ کی بندگی میں میرے بھائیو! بہت بڑی بلندی ہے یہ اچھی طرح سمجھ لیں آپ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہی بلندی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ایسے درجات پر فائز کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی اُن کے برابر نہیں ہو سکتا چاہے دنیا کے بادشاہ کیوں نہ ہوں یا بادشاہوں کے بادشاہ کیوں نہ ہوں، سب سے بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو۔جب قرآن مجید کا ذکر آیا اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ سب سے بڑا معجزہ تا قیامت قرآن مجید ہے یاد رکھیں کیوں کوئی جانتا ہے؟ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصاء سب سے بڑا معجزہ کیوں نہیں ہے؟ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام مردے زندہ کرتے تھے یہ

معجزہ نہیں ہے بڑا؟قرآن مردہ زندہ کرتا ہے کیا قرآن سے مردے زندہ ہوتے ہیں؟ نہیں۔تو قرآن سب سے بڑا معجزہ کیوں ہے؟میرے بھائیو! سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ موجود ہے آج؟ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تا قیامت رہے گا۔سب سے بڑا ہوا کہ نہیں؟سب سے بڑا معجزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں سورۃ الکھف میں؟﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾ (الکھف: 1)۔لفظ کیا ہے؟عبد ہے۔سب سے بڑا معجزہ، سب سے بڑی نعمت ہمارے اوپر پوری امت پر تا قیامت یہ قرآن مجید ہے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے۔نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول کیوں ہیں؟ جانتے ہیں رسول؟پیغمبر۔ پیغام کون سا ہے؟یہی قرآن ہے۔تو یہاں پر بھی عبد کا لفظ استعمال کیا گیا۔

توجہاں پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندی اور رفع درجات کا ذکر کرنا چاہا تو لفظ عبد کا استعمال ہوا لیکن کچھ ایسے لوگ ہیں جو عبد کے لفظ سے دور ہوتے ہیں بھاگتے ہیں کہتے ہیں کہ نہیں جی عبد کے لفظ سے تھوڑی سی گستاخی کی بو آتی ہے (نعوذ باللہ)۔جس کو اللہ تعالیٰ اپنا بندہ بنائے اور اس کے رفع درجات کریں اللہ تعالیٰ اس کے اور ان کے درجے کی بلندی ہی عبد ہونے کی وجہ سے ہے تو کیا نعوذ باللہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے؟! یہ کہاں کی عقل ہے یہ کہاں کی منطق ہے؟!

تو یاد رکھیں کہ عبد کے لفظ میں جو سب سے اہم بات ہے اور حکمت ہے (واللہ أعلم) کہ ایسے لوگ بھی آئیں گے جو نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی حد سے زیادہ بڑھا دیں گے اور الوہیت کا درجہ دے دیں گے، ان کا نعرہ ہو گا المدد یا رسول اللہ، رسول اللہ مشکل کشا حاجت روا۔یاد رکھیں نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد ہیں اور عبد کبھی مشکل کشا حاجت روا نہیں ہو سکتا اور یہاں پر اُن غالی صوفیوں کے لیے سخت جواب ہے جو کہتے ہیں کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشا حاجت روا ہیں (ایک عبد کے لفظ میں) کیونکہ یہ جو کلمہ شہادت ہے ہر مسلمان پڑھتا ہے اور نماز میں ہر مسلمان پڑھتا ہے اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں یہ رکن ہے نماز کا۔اگر کوئی شخص یہ پڑھے ”أشهد ان لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً السراج المنير“ اس کی نماز ہے سراج منیر غلط ہے کیا؟سراج منیر غلط ہے کہ صحیح ہے؟ صحیح ہے۔اس

جگہ پر صحیح ہے؟ نہیں! یہاں پر عبدہ ر سولہ پڑھنا ہی پڑے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ ہی تعلیم دی ہے اور نماز کا رکن بیان کیا ہے اور اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔

تو اے کلمہ پڑھنے والے! جب زبان سے اقرار کرتے ہو دل سے یقین کے ساتھ یہ کہتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں تو پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشا حاجت روا ہیں؟!

ورسولہ کے لفظ میں کیا حکمت ہے؟ ''عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ'' وہ اللہ کے پیغمبر ہیں، ان لوگوں کے لیے سخت جواب ہے جو حدیث کا انکار کرتے ہیں مکمل طور پر یا جزوی طور پر۔ مکمل طور پر کون کرتا ہے انکار؟ پرویزی۔ کہتے ہیں کسی حدیث کا وجود نہیں صرف قرآن ہے اس پر عمل کرو۔ میرے بھائی کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف قرآن لے کر آئے ہیں؟! جو پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں اسے کہتے ہیں وحی اور وحی کی دو قسمیں ہیں، قرآن ہے اور صحیح حدیث ہے۔ قرآن مجید پر تو آپ کا ایمان ہے یہ آدھی وحی ہو گئی اور دوسری آدھی وحی پر آپ کا ایمان کیوں نہیں ہے؟ تو رسولہ کے لفظ میں پرویزیوں کے لیے سخت جواب ہے جو کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی اس کلمے پر عمل نہیں کرتے جیسے کہ غالی صوفی کرتے ہیں۔

جو جزوی طور پر احادیث کا انکار کرتے ہیں وہ ہیں اندھی تقلید کرنے والے۔ یہ حدیث آئی ہے ''نہیں! ہمارے امام کا یہ قول ہے'' حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اپنے امام کے قول پر عمل کر لیتے ہیں انہوں نے بھی ورسولہ کا حق ادا نہیں کیا۔

تو ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ'' اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ الفاظ اس لیے چنے ہیں اور تا قیامت یہی الفاظ رہیں گے کسی کی جرأت نہیں کہ ان لفظوں کو تبدیل کرے۔ جتنے غالی صوفی ہیں نا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا حاجت روا مانتا ہے وہ کلمہ شہادت میں تشہد میں نماز میں کیا پڑھتا ہے؟ عبدہ ورسولہ ہی پڑھے گا اس کی جرأت نہیں ہے کہ ''أشهد أن محمداً مشكل كشا حاجت روا'' نہیں کہہ سکتا۔ کیوں نہیں کہتا؟ اسے پتہ ہے نماز جاتی ہے۔

کلمہ شہادت کا غلط مفہوم کیا ہے (صحیح مفہوم میں نے بیان کر دیا ہے) غلط مفہوم یاد رکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں (غلط مفہوم)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشا حاجت روا ہیں تصرف کرتے ہیں (غلط مفہوم)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں (غلط مفہوم)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور

ہیں بشر نہیں (غلط مفہوم)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں مرے نہیں (غلط مفہوم)۔''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ''کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کلمے کا مطلب یہ ہے کہ:

1- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں قبر میں دنیاوی زندگی برزخی زندگی نہیں، جو یہ نہیں مانتے انہوں نے کلمہ شہادت کا حق ادا نہیں کیا۔

2-''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اللہ تعالیٰ کے نور میں سے بشر نہیں ہیں''۔ جو بشر کہتے ہیں یہ کفر کا کلمہ ہے اس نے أشہد أن محمداً عبدہ ورسولہ کا حق ادا نہیں کیا (یہ غلط مفہوم میں بیان کررہا ہوں)۔

3-کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب مطلق دیا ہے سب کچھ جانتے ہیں'' ما کان وما یکون ''سب کچھ جانتے ہیں، غلط مفہوم ہے۔

4-وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصرف کرتے ہیں پوری کائنات میں، غلط مفہوم ہے۔

5-وہ کہتے تصرف یعنی دنیا کے نظام کو تبدیل کرنا یا کوئی ایسی چیز کرنا جو عقل کو حیران کردے۔ اولاد دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں ولی بھی اولاد دیتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اللہ تعالیٰ کی کائنات میں تصرف کیا اور اس نے یہ سمجھا کہ یہ ولی بھی اولاد دیتا ہے۔

تو یہ غلط مفہوم ہیں پانچ اس میں تھوڑا سا وقت لوں گا زیادہ نہیں۔

1-کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں (علم غیب مطلق)؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب وہ جانتے ہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو عطا فرمایا ہے وہ علم غیب مطلق نہیں ہے، وہ وہ علم غیب ہے جو قرآن مجید میں اور صحیح احادیث میں موجود ہے۔

وحی ہے چھپی ہوئی چیز کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر کر دیا لیکن کہنے والے نے یوں کہا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف یہ کہ خود اُن باتوں کا علم ہے بلکہ آپ جسے چاہیں عطا کر دیں یا آپ جسے چاہیں عطا کرائیں''۔ خالص الاعتقاد میں احمد رضا خان بریلوی صاحب یہ فرماتے ہیں یہ کون سے علوم ہیں؟ وہ جو صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ قیامت کا علم، ماں کے پیٹ کے اندر کیا ہے، کوئی شخص کہاں مرے گا، یہ سارے علوم جو ہیں یہ اللہ

تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ علوم صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود نہیں بلکہ جسے چاہے عطا کر سکتے ہیں اس لیے علی کو بھی پتہ ہے ان چیزوں کا، غوث کو بھی پتہ ہے، اولیاء کو بھی پتہ ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں قرآن مجید میں (اب اِن شیخ صاحب کی بات درست ہے یا اللہ تعالیٰ کا فرمان درست ہے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل:65) (کہہ دیجئے ان کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نہیں کوئی جانتا علم غیب نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے (کوئی نہیں جانتا))۔

دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا دوسری جگہ پر ﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف:188) (ان کو کہہ دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں علم غیب جانتا تو خیر کثرت سے پا لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی)۔

بھئی کسی کو پتہ ہے کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے تو اس سے بچاؤ کرتا کہ نہیں؟! یہ عقل کی بات ہے اور یہاں پر عقلی دلیل دی جا رہی ہے کہ ان کو کہہ دیجئے۔ کس کو؟ ہر سننے والے کو تا قیامت جتنے لوگ آئیں گے جو یہ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب مطلق دیا ہے (یعنی سارے کا سارا علم) وہ سب کچھ جانتے ہیں کیا ہو چکا ہے، کیا ہونے والا ہے، کیا ہو رہا ہے سب کچھ جانتے ہیں اُن کے لیے سخت جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرما رہے ہیں۔ کیا فرما رہے ہیں؟ اگر میں علم غیب جانتا ہوتا تو کثرت سے خیر پا لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف ہی نہ ہوتی (غزوہ اُحد میں کتنی تکلیف ہوئی، غزوہ احزاب میں کتنی تکلیف ہوئی)۔ تو یہ واضح عملی مثالیں اور دلائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب مطلق نہیں تھا۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ﴾ (آل عمران:44) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اس وقت موجود نہ تھے اُن میں جب وہ سیدہ مریم (علیہا الصلاۃ والسلام) کے لیے قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ کون اُن کا کفیل بنے گا)۔ آپ نہ تھے یعنی آپ کو اس کا علم نہیں تھا آپ کو یہ علم ہم

نے بتایا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِيٓ أَهْلِ مَدْيَنَ﴾ (القصص:45)(اہل مدین کا قصہ ہم نے بیان کیا آپ وہاں پر تھے نہیں)۔آپ کو اس قصے کا کہاں سے علم ہوا کس نے بتایا ہے؟ ہم نے آپ کو بتایا ہے۔اگر علم غیب یہ سارا مطلق ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾(النساء:164)(کچھ ایسے رسول اور پیغمبر ہیں جن کے قصے ہم نے بیان کیے ہیں آپ کو علم نہ تھا اور کچھ ایسے ہیں جن کا ابھی تک آپ کو علم نہیں)۔

آپ جانتے ہیں کہ کچھ ایسے رسول گزرے ہیں جن نے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے تھے اُن کا قصہ نہیں جانتے تھے۔قرآن مجید میں پچیس(25)انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے اُن کے بارے میں جانتے ہیں باقی جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام گزرے ہیں بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں ہے۔اور صحیح مسلم کی مشہور روایت ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام آئے اور اسلام کے بارے میں،ایمان کے بارے میں اور احسان کے بارے میں سوال کیا آخر میں قیامت کے بارے میں سوال کیا کب آئے گی؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو پوچھ رہا ہے جس سے پوچھا جارہا ہے وہ اُس سے زیادہ علم نہیں رکھتا جس سے وہ پوچھ رہا ہے(یعنی جیسے آپ نہیں جانتے اے آسمان کے بہترین فرشتے! میں بھی نہیں جانتا(پوری کائنات کی بہترین مخلوق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نہیں جانتا)۔

اگر جانتے ہوتے تو کیا چھپاتے کیا جھوٹ بولا ہے(نعوذ باللہ)؟ نہیں علم تھا تو بتادیا کہ میرے پاس علم نہیں ہے میں نہیں جانتا ہوں،ہاں اگر ان کی نشانیاں پوچھنا چاہتے ہو تو نشانیاں بتادیتا ہوں میں،نشانیاں بتائیں لیکن کب ہوگی یہ علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں بیان فرمایا۔

اور اس کی دلیل میں قصۃ حادثۃ الافک،سورۃ النور میں قصہ ہے جس قصے میں اُم المؤمنین اُمنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر

زنا کی تہمت لگائی گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب تھا؟ نہیں تھا علم غیب۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ساتویں آسمان سے اتاری قرآن مجید میں تاقیامت تلاوت ہوتی رہے گی۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری بات بیان کرتے ہیں یہاں پر فرماتے ہیں کہ اُمت کا اجماع ہے جس نے بھی اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا تہمت لگائی اس کے بعد کہ اس کو قرآن مجید ملا تو وہ کافر ہے۔

یعنی قرآن مجید پڑھا یہ سورۃ بھی پڑھی اور اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بَری کر دیا کہ زنا سے بَری ہیں تہمت سے بَری ہیں پھر بھی وہ کہتا ہے کہ نہیں (نعوذ باللہ) انہوں نے زنا کیا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیوں؟ کیونکہ قرآن مجید کو جھٹلا رہا ہے۔

(تو یہ علم غیب کے بارے میں تھا)۔

2- کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں آیئے دیکھتے ہیں:

ملفوظات میں احمد رضا خان بریلوی بیان کرتے ہیں "انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسّی اور دنیاوی ہے وہ زندہ ہیں"۔ اور آگے ایک جگہ پر وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواج مطہرات بھی قبر میں پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی کرتے ہیں"۔

تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا فرماتے ہیں؟ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾ (الزمر:30)۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا اور تلوار اُٹھالی کہ جس نے یہ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر چکے ہیں اس کی گردن اڑا دوں گا میں!

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے منبر پر کھڑے ہوئے کیا خطبہ دیا؟ "مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَإِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ"۔ رسول اللہ کا لفظ نہیں استعمال کیا دیکھیں، نبی اللہ کا لفظ استعمال نہیں کیا کیا لفظ استعمال کیا؟ "محمد" براہ راست نام لیا، کیونکہ اِس وقت لوگوں کے دل نرم ہو چکے ہیں موم ہو چکے ہیں، رو رہے ہیں لوگ برداشت نہیں کر رہے تو یہاں پر محمد کا لفظ استعمال کیا تاکہ پتہ چلے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بشر ہیں۔ "فَإِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ" جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور

جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہیں کبھی مرنے والا نہیں۔(اس لیے ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنا ہے تو صحابہ کرام کی سمجھ سے سمجھو اپنی من مانی سے آپ سمجھ نہیں سکتے)۔اور جب یہ خطبہ سنا اس خطبے کے آخر میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک آیت پڑھی ﴿اَفَاۡٮِٕنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران:144)(کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا جائیں یا انہیں قتل کر دیا جائے کیا تم اوندھے منہ مڑ جاؤ گے اسلام سے خارج ہو جاؤ گے کیا؟)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے یوں لگتا تھا کہ یہ آیت میں پہلی دفعہ سن رہا ہوں میرے ذہن سے چلی گئی تھی (اتنا صدمہ تھا اتنا جھٹکا لگا کہ ان کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور ان سے جدا ہو گئے ہیں!)۔یہ دیکھیں حالانکہ زیادہ دوستی زیادہ محبت کس کی تھی؟ بچپن کے دوست سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لیکن یہ ایمان کی بات ہوتی ہے جہاں پر شریعت کا مسئلہ ہوتا ہے پھر دل کی نرمی کو نہیں دیکھا جاتا پھر ایمان کو دیکھا جاتا ہے۔

3-کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصرف کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کن فیکون عطا کیا ہے آیئے دیکھتے ہیں:

احمد رضا خان بریلوی حدائق بخشش میں کہتے ہیں"اُحد سے احمد کو اور احمد سے تجھ کو کن اور سب کن فیکون حاصل ہے یا غوث"۔

اُحد کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔احمد کون ہے؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے کن عطا فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کن اور سب کن فیکون عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو (یا غوث کو) عطا فرما دیا۔اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں قرآن مجید میں؟

﴿قُلْ اِنِّىْ لَاۤ اَمْلِكُ لَـكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن:21)(ان کو کہہ دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے میرے پیارے نبی ان کو کہہ دیجئے ﴿لَاۤ اَمْلِكُ لَـكُمْ﴾ میرے ہاتھ میں نہیں ہے نہ تمہارا

نقصان اور تمہارا نفع (میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے))۔

4-کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں یا نور ہیں؟

فتاویٰ رضویہ میں احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں ''بشر کہنا کفر کا مقولہ ہے''۔ اور نفی الفیئ میں ''آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا آپ نور محض تھے''۔

نور کا سایہ ہوتا ہے؟ نہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ﴾ (الکھف:110)۔

﴿قُلۡ﴾ (کہہ دیجئے ان کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!)۔ آپ ذرا غور کیجئے کہ لفظ قُل کا ہر جگہ کیوں آرہا ہے؟ جتنی باتیں ہوئی ہیں قُل قُل وجہ کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی بیان کر رہے ہیں کہ مجھے نور نہ کبھی کہنا، مجھے مشکل کشا نہ سمجھنا مجھے کبھی حاجت روا نہ سمجھنا، میں پورا علم غیب مطلق جانتا ہی نہیں ہوں، تاکہ قیامت کے دن کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے یہ عذر نہ ہو بھئی یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو ہم نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ ان کی زبانی خود اعلان کروا رہے ہیں۔

میرے بھائی! تعجب کی بات ہے آپ کہتے ہیں کہ میرا نام فلان ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں آپ کا نام یہ ہے کوئی عقل کی بات ہے؟! آپ کہتے ہیں کہ میں فلان جگہ کا رہنے والا ہوں میں کہتا ہوں کہ نہیں آپ فلان جگہ کے رہنے والے ہیں یہ کوئی عقل کی بات ہے؟! نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بیان کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کی زبانی یہ حدیث نہیں ہے یہ قرآن مجید کی آیت ہے لیکن زبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قُل قُل قُل، جہاں پر مشکل بات آگئی اللہ تعالیٰ قُل سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔

﴿إِنَّمَآ﴾ (صرف اور صرف (حصر کے لیے))، پھر ﴿أَنَا۠﴾ (میں (کوئی اور نہیں))۔ توجہ دیکھیں تین مرتبہ توجہ دیکھیں، قُل کے لفظ سے توجہ، اِنما توجہ، اَنا پھر توجہ دلائی گئی یعنی آپ کا دھیان اِدھر اُدھر نہ جائے غور سے سنو۔ ﴿أَنَا۠

﴿بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (میں بشر ہوں (کیا نوری بشر ہوں، نہیں!) تمہاری طرح بشر ہوں)۔﴿مِّثْلُكُمْ﴾ مثل تمہارے، تم کیسے بشر ہو میں بھی ویسا ہی بشر ہوں۔ فرق کیا ہے؟﴿يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ (مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور تم لوگوں پر وحی نازل نہیں ہوتی)۔ لہذا میں رسول اور پیغمبر ہوں نبی ہوں اور تم لوگ نہ رسول ہو نہ پیغمبر ہو نہ نبی ہو یہ فضیلت ہے میری، بشری تقاضہ جو آپ میں ہے وہ مجھ میں ہے۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھاتے پیتے تھے کہ نہیں؟ سوتے جاگتے تھے کہ نہیں؟ محنت کرتے تھے کہ نہیں؟ ہم لوگ کھاتے پیتے ہیں کہ نہیں؟ سوتے جاگتے ہیں کہ نہیں؟ محنت کرتے ہیں کہ نہیں؟ تو بشری تقاضہ ایک ہوا کہ نہیں؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی یا نہیں؟ کیا عام انسان شادی کرتا ہے کہ نہیں؟ ان کی اولاد تھی کہ نہیں؟ عام انسان کی اولاد ہے کہ نہیں؟ کیا وہ پیدا اپنی ماں کے پیٹ سے نہیں ہوئے؟ عام انسان اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے کہ نہیں؟ کیا وہ وفات نہیں پا چکے؟ عام انسان وفات نہیں پا چکے؟ کیا انہیں قبر میں دفن نہیں کیا گیا؟ کیا عام انسان کو قبر میں دفن نہیں کیا جاتا؟ فرق کہاں ہے میرے بھائیو بتائیں؟! کہاں نوری بشر ہیں اور کہاں نور ہیں ان واضح الفاظوں کے بعد کیا حجت ہے اس بندے کے پاس؟! اپنے ربّ کو کس منہ سے یعنی کیا منہ دکھائے گا کس منہ سے جائے گا اپنے ربّ کی طرف اور یہ کہے گا کہ ساری زندگی میں نے کیسے گزاری؟ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں یا نوری بشر ہیں۔

5-کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر وناظر ہیں؟

احمد رضا خان بریلوی تسکین الخواطر میں کہتے ہیں "کوئی مقام اور کوئی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی نہیں"۔ یعنی ہر جگہ پر اور ہر وقت میں موجود ہیں۔

اور میں نے ابھی چند آیتیں بیان کی تھیں علم غیب کے تعلق سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت موجود نہ تھے جب سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام کی قرعہ اندازی کا مسئلہ تھا۔﴿وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ﴾ (آل عمران:44)،﴿وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِيٓ أَهْلِ مَدْيَنَ﴾ (القصص:45)، نہیں تھے۔

اور قرآن مجید میں آپ دیکھیں بہت ساری آیات ہیں سورۃ القصص میں اور دیگر سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں ﴿فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ (یونس:32)۔

دونوں باتیں ہو سکتی ہیں کیا نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں؟ علم غیب مطلق جانتے بھی ہیں اور نہیں بھی جانتے (مطلق یعنی)؟ کن فیکون ہے بھی اور نہیں بھی؟ حاضر و ناظر ہیں بھی اور نہیں بھی؟ میرے بھائی یا حق ہے یا باطل ہے ﴿فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ یا تم لوگ حق پر ہو اور ہم باطل پر ہیں گمراہ ہیں یا پھر یہ قرآن سچا ہے اور ہم لوگ حق پر ہیں اور آپ لوگ گمراہی پر ہیں دونوں باتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ ہو سکتی ہیں کیا؟!

تو یہ تھا أشهد أن محمداً عبده ورسوله کا غلط مفہوم، دلیل کے ساتھ میں نے بیان کیا صحیح مفہوم کیا ہے، اور غلط مفہوم کیا ہے شیخ صاحب آگے فرماتے ہیں "ومعنى شهادة أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ"۔ اب تقاضے ہیں (معنی تو میں نے بیان کر دیا ہے) تقاضے کیا ہیں؟

1-"طاعته فيما أمر" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری ہر اس حکم میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں)۔

2-"وتصديقه فيما أخبر" (اور جو خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں اس خبر کی تصدیق کرنا)۔

3-"واجتناب ما عنه نهى وزجر" (اور ہر اس چیز سے اجتناب کرنا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہو اور روکا ہو)۔

4-"وأن لا يعبد الله إلا بما شرع" (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اور صرف اس چیز سے کی جائے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع کیا ہے جس کی دلیل ہو)۔

یہ چار تقاضے ہیں اور ان چار تقاضوں میں پوری شریعت آ گئی ہے۔ "حکم کی پیروی، فرمانبرداری" ﴿وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرۃ:43) یہ جتنے بھی احکام ہیں حکم ہیں ان کی پیروی کرنا اور اپنا سر خم کر کے

تسلیم کرنا، اور حکم دو قسم کے ہوتے ہیں یا فرض ہوتا ہے جسے واجب بھی کہتے ہیں یا مستحب ہوتا ہے۔"أمر" أمر دو قسم کا ہوتا ہے یا فرض ہوتا ہے یا مستحب ہوتا ہے حقیقتاً ہر أمر فرض ہوتا ہے، ﴿وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ﴾ فرض ہے ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ فرض ہے، مستحب جو ہے اگر فرض کے ساتھ کوئی قرینہ لگ جائے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ فرض سے مستحب ہو گیا ہے۔

"وتصديقه فيما أخبر" جو بھی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیں اس کی تصدیق کرنی ہے یعنی حکم کی تعمیل کی جاتی ہے عملاً اس کو کرکے، خبر کی تصدیق کی جاتی ہے جھٹلایا نہیں جاتا۔

"واجتناب ما عنه نهى وزجر" اور جس سے منع کیا جائے وہاں پر رُک جانا ہے۔ شرک نہیں کرنا (رُک گئے)، بدعت نہیں کرنی (رُک گئے)، والدین کی نافرمانی نہیں کرنی (رُک گئے)، جادو نہیں کرنا (رُک گئے)، زنا نہیں کرنا (رُک گئے)، سود نہیں کھانا (رُک گئے)۔ یہ جتنے بھی محرمات ہیں رُک جانا ہے اجتناب کرنا ہے قریب بھی نہیں جانا۔

"وأن لا يعبد الله إلا بما شرع" اور اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اور صرف اس طریقے سے کی جائے جس طریقے سے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا یہی شریعت ہے۔

تو حکم کی پیروی کیسے کی جاتی ہے؟ اس پر عمل کرکے۔ خبر کی پیروی کیسے کی جاتی ہے؟ تصدیق کرکے۔ محرمات کی کس طریقے سے پیروی کی جاتی ہے فرمانبرداری کیسے کی جاتی ہے؟ ان سے اجتناب کرکے۔ عبادت کیسے کی جاتی ہے؟ دلیل کے ساتھ "وأن لا يعبد الله إلا بما شرع" جس کی دلیل نہیں آپ عبادت کر نہیں سکتے وہ عبادت ہے ہی نہیں۔

کوئی شخص کہتا ہے بھئی آپ نماز کیوں پڑھتے ہو؟ ہم کہتے ہیں اس کی دلیل ہے ﴿وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ﴾۔ بھئی آپ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قرآن مجید میں ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ﴾ (البقرۃ:183) فرض ہیں تم پر روزے، ہم روزے رکھتے ہیں۔ زکوۃ کیوں دیتے ہو؟ ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾۔

جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیوں مناتے ہو ؟خاموش کیوں ہو؟ کیونکہ دلیل ہی نہیں ہے اسی لیے خاموشی ہے۔ خاموش رہنا پڑے گا ناکیونکہ یہ عبادت ہے ہی نہیں میرے بھائیو! عبادت ہوتی تو وہاں دلیل ضرور ہوتی۔ جیسے ابھی فَرفَر آپ لوگ دلیل بیان کر رہے تھے تواب کیوں خاموش ہواب کیوں چپ ہو گئے ہو؟! کیونکہ اس کی دلیل ہی نہیں ہے۔ تواس لیے جس چیز کی دلیل نہیں ہے اس سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔

اور ایک پانچواں تقاضہ بھی ہے جو شیخ صاحب نے بیان نہیں کیا عام علماء بیان کرتے ہیں شُراح بھی بیان کرتے ہیں وہ ہے"وتقديم قوله على قول كل أحد"(اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہر کسی کے کے فرمان کے اوپر ہے)۔ چاہے والد ہو، چاہے امام ہو، چاہے استاد ہو، چاہے بادشاہ ہو، چاہے حکمران ہو، جتنے بھی لوگ ہیں دنیا میں سب سے اونچا سب سے بلند نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے اور اسی پر ہی عمل کرنا ہے۔

جس نے ان پانچ تقاضوں پر عمل کیا اس نے أشهد أن محمداً عبده ورسوله پر عمل کیا، جس نے ان پانچ تقاضوں کو سمجھا اور ان پر عمل کیا تو اس نے أشهد أن محمداً عبده ورسوله پر عمل کیا ہے۔

یہ پانچواں تقاضہ جو ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا پیارا قول ہے وہ فرماتے ہیں"ہر کسی کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور رَد بھی کیا جا سکتا ہے سوائے اس قبر والے کے فرمان کے (اور اشارہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف)"۔

کیوں؟﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾(النجم:3-4)۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے ہر بات سچی ہے۔ جب ہر بات سچی ہم نے مان لی ہے تو پھر امام کے قول کو کیوں ہم مانتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟!

(تو یہ تھے أشهد أن محمداً عبده ورسوله کے تقاضے)۔

سوال: بھائی کا یہ سوال ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں دنیاوی زندگی میں زندہ نہیں ہیں بلکہ برزخی زندگی میں ہیں یہ أشهد أن محمداً عبده ورسوله کے صحیح مفہوم میں سے ایک مفہوم ہے۔

جواب: دیکھیں نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے وفات پاچکے اور صحابہ کرام نے غسل دیا، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں دفن کیا کسی کو شک ہے اس میں؟ اگر دنیاوی زندگی میں زندہ ہوتے دنیاوی زندگی کون سی ہے؟ جیسے ہم زندہ ہیں۔ یہ دنیاوی زندگی ہے کہ نہیں؟ توکس کی جرأت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں کو ہاتھ لگاتے؟! اتارنا دور کی بات ہے صرف ہاتھ لگاتے! پھر اتارنا، پھر غسل دینا، پھر کفن پہنانا، پھر جنازہ پڑھنا پھر قبر میں ڈال کر مٹی ڈالنا زندہ کے لیے یہ کرتے ہیں؟ کوئی شخص (اپنا پیارا نہیں رشتے دار نہیں) کسی عام انسان کو پکڑ کر زندہ زمین میں گاڑ سکتا ہے زندہ دفن کر سکتا ہے کسی انسان کو؟! توکیا صحابہ کرام نے کسی زندہ انسان کو بلکہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ دفن کیا تھا کیا؟! یہ ماننا ہی پڑے گا کہ دنیا سے وہ منقطع ہو گئے تھے، جب دنیا سے منقطع ہو گئے اور دنیاوی زندگی ختم ہو گئی ان کے لیے اب وہ ہیں برزخی زندگی میں، برزخی زندگی کا دنیاوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں البتہ الا یہ کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

اللہ تعالیٰ نے کیا چاہا ہے؟ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک فضیلت دی یہاں پر برزخی زندگی میں کہ جب کوئی درود وسلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے موجود ہیں جو درود کو پہنچاتے ہیں جو روایت ''سننے'' والی ہے وہ ضعیف روایت ہے خود نہیں سنتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں ان کا کام ہی یہی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ میرے پیارے نبی کا درود میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک پہنچاؤ اور جواب دیتے ہیں۔

تو برزخی زندگی کہاں پر ہے اور دنیاوی زندگی کہاں پر ہے! بلکہ یہ بھی یاد رکھیں ہمیشہ بات کرتا ہوں کہ یہ انسان، یہ بشر پانچ مرحلوں سے گزرتا ہے چھٹا مرحلہ ہے ہی نہیں اگر آپ ان پانچ مرحلوں کو سمجھ لیں تو ان شاء اللہ آپ ان مسائل میں کبھی غلطی نہیں کریں گے۔

1-سب سے پہلا مرحلہ ہے عدم کا سورۃ الانسان کی پہلی آیت اس کی دلیل ہے:

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا﴾ (الانسان:1)

(کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا جب اس کا وجود ہی نہ تھا عدم تھا)

کیا انسان موجود بھی تھا اور معدوم بھی تھا؟ جی ہاں! خلیے کی صورت میں نطفے کی صورت میں اپنے ماں باپ کی پیٹھ میں۔

جب سے اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا تو ہم سب بھی موجود تھے اس زمانے سے اور اپنے ماں باپ دادوں سے اس طریقے سے آہستہ آہستہ یہ خلیے بنتے گئے ان کے اندر، جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم دنیا میں آ گئے۔ تو یہ عدم کی زندگی تھی لیکن ہم موجود تھے کیا ایسے موجود تھے جیسے اب بیٹھے ہیں؟ نہیں! وہ عدم کی دنیا تھی کوئی اور زندگی تھی وہ جس کے بارے میں ہمیں علم نہیں لیکن کیا زندگی موجود تھی؟ جی ہاں! موجود تھی، اس کی دلیل قرآن مجید خود گواہی دے رہا ہے (قرآن مجید کی آیت ہے کوئی حدیث نہیں ہے تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ ضعیف حدیث بھی ہو سکتی ہے)۔

2-دوسری زندگی ہے ماں کے پیٹ کی زندگی، جب دو نطفے ملتے ہیں ماں کے اور باپ کے تو اس انسان کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔ نطفہ، علقہ، مضغہ، عظام، لحم پھر یہ جِلد، یہ پانچ مرحلے ہیں انسان کی تکمیل کے۔ ماں کے پیٹ کے اندر بنتا ہے اور بچہ ماں کے پیٹ کے اندر رہتا ہے۔

﴿يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ﴾(الزمر:6)

(ماں کے پیٹ کے اندر اللہ تعالیٰ تمہاری خلق پیدا کرتے ہیں)﴿خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ﴾ (ایک طور کے بعد دوسرا طور، تیسرا طور (مختلف))۔

نطفہ، علقہ، مضغہ یہ جو طور گزرے ہیں مختلف حالتیں گزری ہیں یہ کہاں پر ہیں دنیا میں ہیں؟ ماں کے پیٹ کے اندر ہیں، اور ماں کے پیٹ کے اندر کی دنیا بالکل الگ دنیا ہے اس دنیا سے۔ بچہ سانس لیتا ہے آکسیجن کہاں سے جاتی ہے؟ بچہ خوراک لیتا ہے خوراک کہاں سے جاتی ہے؟ سارا کچھ اللہ تعالیٰ نے اُس ماں کے خون کے اندر مہیا کر دیا ہے اس بچے کو پہنچتا ہے، وہی بچہ جوں ہی پیدا ہوتا ہے تیسرا مرحلہ اس دنیا کا شروع ہو جاتا ہے۔

3-تیسرا مرحلہ اس دنیا کا ہے سب سے پہلے بچہ روتا ہے جانتے ہیں کیوں روتا ہے؟ کیونکہ اس نے سانس لینا ہوتا ہے، اس کے پھیپھڑے بند ہوتے ہیں۔ ماں کے پیٹ کے اندر پھیپھڑے چلتے نہیں یاد رکھیں، ماں کے پیٹ کے اندر پھیپھڑا چل گیا بچہ مر گیا (پھیپھڑے بند)، جوں ہی بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے چیخ مارتا ہے اور روتا ہے یہ ہوا نکلتی ہے چیختا ہے، اور جو بچہ روئے نہیں آپ ڈاکٹر کو دیکھا کریں کتنا ہم لوگ کبھی کبھی ظلم کرتے ہیں کہ بچے کو پکڑ کر اُلٹا اور مارتے ہیں

پیٹھ پر زور سے جب تک وہ روتا نہیں اُس کو رلاتے ہیں، جب وہ روتا ہے پھر ہم ٹھنڈی سانس لیتے ہیں کہ اب اس کی سانس ٹھیک ہوگئی ہے۔

کیونکہ بچہ ماں کے پیٹ کے اندر پانی کے اندر رہوتا ہے نا اسی بچے کو پیدائش کے بعد پانی میں ڈال دیں تو بچہ مر جائے گا ابھی تھوڑی دیر پہلے پانی اس کی زندگی تھی اب پانی اس کے لیے موت کیوں بن گیا ہے؟ کیونکہ یہ زندگی اور ہے وہ زندگی اور تھی، یہ مرحلہ نیا شروع ہوگیا وہ پچھلا مرحلہ اور تھا۔ تیسرا مرحلہ یہ دنیاوی زندگی ہے جو ہم جی رہے ہیں، پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور موت پر ختم ہوتا ہے۔

4-چوتھا مرحلہ موت سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا صور پھونکنے تک یہ برزخی زندگی کا مرحلہ ہے۔(اور ہر مرحلے کا آپس میں تعلق نہیں ہے)۔

5-پانچواں مرحلہ دوسرا صور پھونکنے کے بعد سے لے کر کب تک ؟اس کے بعد اس کا کوئی اینڈ (end) نہیں۔ پانچواں مرحلہ جو ہے دوسرا صور پھونکا جائے گا یہ انسان زندہ ہو جائے گا اور اس زندگی کے بعد کوئی موت نہیں ہے، پانچواں مرحلہ جو زندگی ہے آخرت کی زندگی وہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ان پانچ مرحلوں کا آپس میں کوئی تعلق ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں اور برزخ کی اور دنیاوی زندگی میں کوئی فرق نہیں پھر اُن کو یہ بھی ماننا چاہیے کہ عدم کا مرحلہ اور ماں کے پیٹ کا مرحلہ ایک ہے فرق نہیں ہے، اور یہ کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔

اور اُن کو یہ بھی ماننا چاہیے کہ دنیاوی زندگی کا مرحلہ اور ماں کے پیٹ کا مرحلہ ایک ہے، یہ بھی کوئی شخص تا قیامت کوئی ثابت نہیں کر سکتا جو کر سکتا ہے تو دکھائے! جب اُن کا بچہ پیدا ہو نا تو اس کو پکڑ کر پانی میں ڈال دیں ایک گھنٹے کے بعد نکالیں بچے کو کچھ بچے گا اُس کا؟ نہیں! اس کو آکسیجن کی اشد ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا ایسے ہی کیا ہے یہ مرحلہ ہی ایسا ہے۔

توجب آپ لوگ یہاں پر مانتے ہیں تو وہاں پر کیوں نہیں مانتے؟! وہ برزخ کی زندگی دنیا کی زندگی سے الگ تھلگ ہے

بالکل، بالکل الگ مرحلے ہیں تو دونوں کو آپ ایک کیوں کر دیتے ہو صرف ہوائے نفس کی اتباع کے لیے؟! اپنی من مانی کے لیے آپ لوگوں نے کہہ دیا کہ دنیاوی زندگی ہے برزخی زندگی نہیں ہے یہ عقل کی بات ہے؟! اب اسی بات کو آپ لوگ ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی آیتوں کی تاویل، احادیث کی تاویل اور غلط غلط بیان آپ نے شروع کر دیئے ہیں!

اور پھر عقل کی بات بھی ہے کہ مجھے یہ بتائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بہتر کیا ہے اِس زمین کے اوپر چلنا یا زمین کے نیچے بیٹھنا کیا خیال ہے؟ بھئی جو کہتے ہیں قبر کے اندر دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں تو قبر کے اندر بیٹھنا بہتر ہے یا دنیا کے اوپر اِس زمین کے اوپر چلنا بہتر ہے؟ زمین پر چلنا میرے بھائی! جب دنیاوی زندگی ہی ہے تو پھر قبر کے اندر کیوں ہیں اُمت کو کتنی ضرورت ہے آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی! جب دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں تو قبر کے اندر بیٹھنے کی حکمت کیا ہے اِلا یہ کہ برزخی زندگی ہے اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے (بات سمجھ آئی کہ نہیں؟)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (شرح الاصول الثلاثۃ-درس نمبر-11) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔